

راہ فلاح

www.KitaboSunnat.com

اعداد:

عبدالہادی عبدالخالق مدنی

کاشانہ خلیق، اثوابازار، سدھارتھ نگر، یوپی

داعی احساء اسلامک سینٹر، سعودی عرب

بسم اللہ الرحمن الرحیم

مقدمہ (طبع ثانی)

الحمد لله والصلاة والسلام على رسول الله ، أما بعد:

یہ میرے عہد طالب علمی سنہ ۱۹۸۷ء کی بات ہے، میں جامعہ محمدیہ منصورہ مالگاہوں مہاراشٹر میں زیر تعلیم تھا، ایک صاحب نے طلبہ کی ایک انجمن قائم کی اور اس انجمن کی جانب سے ایک کتابچہ کی اشاعت کی خواہش ظاہر کی، ناچیز اللہ کے فضل سے کچھ لکھ لیا کرتا تھا اور کئی مضامین مختلف مجلات میں چھپ چکے تھے، چنانچہ اللہ سے مدد مانگ کر میں نے یہ مختصر کتابچہ ترتیب دیا، آنجناب نے اسے شائع کر کے مفت تقسیم کیا، اور اللہ کے بہت سے بندوں نے اس سے فائدہ اٹھایا، اللہ انھیں جزائے خیر عطا فرمائے۔

آج جب کہ اس کی پہلی اشاعت پر بیسیوں سال گزر چکے ہیں، دوبارہ اس کی اشاعت عمل میں لائی جا رہی ہے، بعض معمولی ناگزیر تبدیلیاں کی گئی ہیں، ہماری دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کتابچہ کو اپنے مؤلف و ناشر اور قاری ہر ایک کے لئے مفید بنائے۔ آمین

دعا گو

عبد الہادی عبد الخالق مدنی

کاشانہ خلیق، ٹو ابازار، سدھارتھ نگر، یو پی

داعی احساء اسلامک سینٹر، سعودی عرب

۱۰/فروری ۲۰۱۱ء

بسم اللہ الرحمن الرحیم

عرض ناشر

انجمن فلاح المسلمین ایک دینی و اصلاحی تنظیم ہے جس کے قیام کا مقصد عوام الناس کی فلاح و بہبودی ہے۔ جس میں مختلف شعبے سرگرم عمل ہیں۔ ان میں سب سے اہم شعبہ نشر و اشاعت کا ہے۔ عوام الناس میں مختلف دینی و اصلاحی پمفلٹ شائع کر کے مفت تقسیم کرنا جس کی ذمہ داری ہے۔ اللہ کے فضل و کرم اور اس کی توفیق ارزانی سے انجمن نے دو سال کی قلیل مدت میں جو ترقی کی اور کارنامے انجام دیئے وہ قابل تحسین اور لائق ستائش ہیں۔ انجمن کے تمام شعبے اپنے فرائض کی انجام دہی میں مشغول ہیں بالخصوص شعبہ نشر و اشاعت انتہائی تیزی کے ساتھ اپنے فرائض کی ادائیگی میں مصروف و منہمک ہے۔ زیر نظر رسالہ اسی سلسلے کی دوسری کڑی ہے۔ بہت دنوں سے کسی ایسے رسالہ کی ضرورت محسوس کی جا رہی تھی جسے پڑھ کر ایک عام آدمی بھی اسلام کو آسانی کے ساتھ سمجھ سکے، اور عقائد و

اعمال کی بنیادی باتوں سے باخبر ہو سکے، نیز وہ مختصر ہو اور مفت میں لوگوں کے درمیان تقسیم کیا جائے؛ تاکہ ہر آدمی کو اس سے بہ سہولت استفادہ کا موقع ملے۔ الحمد للہ ہمارے دیرینہ رفیق عبدالہادی علیم صاحب نے اس کا بیڑا اٹھایا، اور اپنی بساط کے مطابق کوشش کر کے تعارف اسلام کے موضوع پر یہ مختصر سا رسالہ ہمارے سامنے پیش کیا۔ ہم نے بہ خوشی اسے قبول کیا اور اس کا نام "راہ فلاح" رکھا۔ امید ہے کہ یہ رسالہ عوام الناس کے لئے مفید ثابت ہوگا اور مقبولیت کی نگاہ سے دیکھا جائے گا۔

ہم تمام لوگوں کو اس بات کی پر خلوص دعوت دیتے ہیں کہ وہ یہ رسالہ حاصل کر کے زیادہ سے زیادہ استفادہ کریں، اور عہدیداران و اراکین کو خدمت دین کا موقع دیں، نیز ان کے حق میں دعائے خیر کریں تاکہ ان کے لئے ذخیرہ آخرت ہو۔

والسلام علیکم ورحمۃ اللہ
عبدالوہاب عظمت علی خان
خادم انجمن فلاح المسلمین (بمبئی)

۵ جنوری ۱۹۸۸ء

بسم اللہ الرحمن الرحیم

کائنات ایک کھلی کتاب

حق کی معرفت اور اس کی قبولیت کے لئے اللہ رب العالمین نے اپنی اس طویل و عریض کائنات میں بہت ساری نشانیاں رکھ دی ہیں، اور بندے کی ہدایت کے لئے اس نے بہت سارے انتظامات کر رکھے ہیں۔ دیکھنے کے لئے آنکھ، سننے کے لئے کان اور سوچنے کے لئے دل و دماغ عطا فرمایا ہے۔ ہر دن وہ بہت سارے واقعات و حوادث رونما فرما کر اپنے بندوں کو جھنجھوڑتا ہے، اور اپنی عطا کردہ دانائی و بینائی کو استعمال کرنے کی دعوت دیتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اپنے کلام میں کائنات کا ذکر کرتے ہوئے فرماتا ہے:

﴿تَبَصَّرْهُ وَذَكَرْهُ لِكُلِّ عَبْدٍ مُنِيبٍ﴾ (ق: ۸) (یہ چشم بینا کی بینائی کے لئے اور اللہ کی طرف جھکنے والے بندوں کی نصیحت کے لئے ہے)۔

یہ عظیم کائنات اور اس میں موجود ساری مخلوقات جہاں انسانوں کے لئے اپنے اندر بہت سارے اسماں عیش و نعمت رکھتی ہے۔ وہیں پر ہر صاحب

بصیرت کے لئے سامان ذکر و نصیحت بھی رکھتی ہے۔ صاحب عقل و دانش کی نگاہ میں سبز درختوں کا ایک ایک پتہ معرفت کردگار کا دفتر ہے۔ اسی لئے خالق کائنات نے اپنے کلام میں بار بار اپنے بندوں کی توجہ اس جانب مبذول کرائی ہے، اور کائنات میں فکر و تدبر کی دعوت دی ہے، اور حقیقت یہ ہے کہ جو کائنات کو بصیرت کی نگاہوں سے دیکھتا ہے وہ بلاشبہ صراطِ مستقیم کی ہدایت پا جاتا ہے۔

مذہب کی ضرورت

مذہب کو چھوڑ کر الحاد اور لامذہبیت اپنانے سے انسان کو ہمیشہ دنیا کے طویل اور تاریک صحرائیں بھٹکنے کے سوا کچھ حاصل نہ ہوگا۔ اس کو ایسے سوالات درپیش ہوں گے جن کا وہ جواب نہیں دے سکے گا۔ حالانکہ ان سوالات کو اتنی آسانی کے ساتھ ٹالا نہیں جاسکتا۔ انھیں کے جواب پر زندگی کی راہیں متعین کرنی ہیں، اور مستقبل کا سارا انحصار انھیں کے جوابوں پر ہے۔ اس کے ذہن میں یہ سارے سوالات گردش کرتے رہیں گے کہ وہ اس دنیا میں کیوں پیدا ہوا؟ یہ کائنات کدھر سے آئی؟ اس کا موجد اور خالق

کون ہے؟ اس کا اور ہمارا تعلق کیا ہے؟ کیا ہماری طرح کوئی اور بھی مخلوق ہے جو ہماری نگاہوں سے اوجھل ہے؟ اس مخلوق کا کام کیا ہے؟ کیا صرف یہی ایک دنیا ہے یا کوئی اور بھی دنیا ہے جس تک ہماری نگاہیں پہنچنے سے قاصر ہیں؟ کیا ہماری یہی زندگی پہلی اور آخری زندگی ہے یا اس کے بعد بھی کوئی زندگی ہے؟ اور اگر ہے تو اس میں کیا ہوگا؟ یہ اور اس طرح کے بہت سارے سوالات مذہب سے دور انسان کے ذہن میں بار بار سرخ سوالیہ نشان بن کر ابھرتے رہتے ہیں، لیکن وہ انھیں دبا دیا کرتا ہے، حالانکہ ان سوالات کو دبانے سے مسئلہ حل ہو جانے والا نہیں ہے بلکہ اور بڑھ جانے والا ہے، اور فکر و غم کے سمندر میں ڈوبادینے والا ہے۔

موجودہ مذاہب

پھر جب مذکورہ سوالات کا جواب تلاش کرنے کے لئے کوئی اٹھتا ہے تو اسے ان کا جواب مذہب میں ملتا ہے۔ لیکن چونکہ یہ عالم رنگ و بو نوع بہ نوع مذاہب کی آماجگاہ ہے۔ اور ہر مذہب کے اپنے الگ الگ عقائد و تصورات اور جدا جدا قوانین و ضوابط ہیں جن پر وہ کار بند ہے، اس لئے یہی

وقت حق کے متلاشی کے لئے سب سے کٹھن ہوتا ہے؛ کیونکہ یہ وقت ”انتخاب کا وقت“ ہوتا ہے اور یہاں اکثر کے قدم پھسل جایا کرتے ہیں، اور وہ سیدھی اور ٹیڑھی راہ میں تمیز نہیں کر پاتے۔ اس وقت اللہ کی عطا کردہ سننے، دیکھنے اور سمجھنے کی قوت کو صحیح طور پر کام میں لانا ہوتا ہے؛ کیونکہ یہی وہ ابتدائی منزل ہے جہاں بھٹک جانے کے بعد راستہ ملنا دشوار ہے۔

”حق ہمیشہ ایک ہوتا ہے جب کہ باطل کی کوئی گنتی نہیں“ یہ ایک حقیقت ہے، لیکن اس سے بھی بڑی اور تلخ حقیقت یہ ہے کہ حق کی راہیں پر خار ہیں، جبکہ باطل کی راہ پر پھولوں کی سیج بچھی ہوئی ہے۔ حق کی راہ میں قربانیاں دینی ہوں گی، جب کہ باطل کی راہ میں آرام ہی آرام ہے۔ حق کا ساتھ دینے سے ساری دنیا دشمنی پر کمر بستہ ہو جائے گی، جب کہ باطل کا ساتھ دینے سے ایسا کوئی خطرہ نہیں۔ حق پرستی میں قدم قدم پر ناگوار خاطر حادثات ہوں گے، خواہشات نفس کو دبانا اور کچلنا ہوگا، جب کہ باطل میں نفس کی ہر خواہش پوری ہوگی، اور وہاں کوئی پرسش کرنے والا نہ ہوگا۔

ان ساری باتوں کے خیال میں گزرنے سے حق کی جانب اٹھا ہوا قدم یک لخت رک جاتا ہے، پھر حق کا ساتھی وہی بن پاتا ہے جو ان سارے

مصائب کے لئے اپنے آپ کو تیار کر لے، اور جس کے لئے اللہ تعالیٰ توفیق
ارزانی فرمائے۔

وقت کے موجودہ مذاہب میں اسلام کے سوا کوئی مذہب حق اور
راستی پر نہیں ہے۔ کیونکہ اس وقت اس دنیائے آب و گل میں جتنے بھی
مذاہب اپنا وجود رکھتے ہیں اپنی اصلی صورت میں باقی نہیں رہے۔ تاریخی
حیثیت سے غیر مستند اور ناقابل اعتبار ہیں۔ ان کی ہدایت کے سرچشمے یعنی
ان کے رسول اور پیغمبر کی باتیں مٹ چکی ہیں، اور اگر کچھ موجود ہیں تو ان
میں روشنی سے زیادہ تاریکی ہے؛ کیونکہ اس میں انسانی ہاتھوں نے بہت کچھ
آمیزش کر دی ہے۔ اس کے برخلاف اسلام کو تاریخ انسانی میں ایک بلند و بالا
مقام حاصل ہے۔ اسے تاریخی طور پر مستند اور محفوظ باقی رہنے کا رحمانی
سرٹیفکیٹ مل چکا ہے۔ یہ وہ خالص اور صاف ستھرا مذہب ہے جو ہر قسم کی
آمیزش اور تحریف و تغیر سے پاک ہے۔

نجات کا ذریعہ صرف اسلام

آدم سے فخر بنی آدم اور ابوالبشر سے سید البشر تک سارے انبیاء کا

دین اسلام تھا، جو آج بھی اپنی محفوظ شکل میں ہمارے سامنے موجود ہے۔ یہی ہدایت کا واحد ذریعہ ہے، اور یہی فقط نجات کا وسیلہ ہے۔ اسی کے اندر وہ نھتر اور تروتازہ عقیدہ پایا جاتا ہے جو اپنے مضبوط اور پختہ دلائل و براہین کے ذریعے قلب و جگر کو سکون بخشتا، ذہن و دماغ کو قانع کرتا، ایمان و یقین کی روشنی سے دل کو منور کرتا، اور نور و حیات سے سینہ معمور کر دیتا ہے۔ اسی کے اندر وہ صلاحیت ہے کہ یہ پورے عالم انسانی کو ایک لڑی میں پرو کر انھیں ایک قبیلہ، ایک خاندان اور ایک اللہ کا بندہ بنا کر، ان میں راست بازی، عدل و انصاف، صدق و سچائی، مساوات و برابری پیدا کرے۔ اور اونچ نیچ کی زنجیروں کو کاٹ کر، چھوت چھات کے بندھنوں سے آزاد کر کے انھیں پوری حریت اور آزادی بخشے۔

اسلامی شریعت

اسلام کی حقانیت اور صداقت کا علم ہونے کے بعد جب کوئی حق پسند اس کی جانب بڑھتا ہے تو اسے اسلامی شریعت کے علم کی ضرورت پڑتی ہے؛ کیونکہ اسی کو اپنا کر اسے زندگی کی راہ طے کرنی ہے، رب کی رضا اور دنیا

و آخرت کی سعادت سے ہمکنار ہونا ہے، اور چونکہ رضائے الہی کا حصول اعمال کی قبولیت پر معلق ہے لہذا یاد رہے کہ اعمال کی قبولیت کی دو شرطیں ہیں۔ (۱) خلوص نیت (۲) توافق شریعت۔

یہ بھی ذہن نشین رہے کہ علم شریعت کتاب و سنت کے اندر ہے۔ رب کا قرآن اور محمد ﷺ کا فرمان، یہی دونوں اسلامی شریعت کے بنیادی مآخذ ہیں؛ لہذا انھیں دونوں پر عمل فوز و فلاح کی ضمانت ہے، اور اس صراط مستقیم اور روشن شاہراہ سے جو کتراتا ہے اس کے حصے میں خسارے کے سوا کچھ نہیں۔

عقیدہ

انسانی زندگی کی عمارت عقیدہ اور عمل دو بنیادوں پر تعمیر ہوتی ہے۔ ہر کوئی کسی نہ کسی خاص عقیدے کے ساتھ جیتا ہے، اور اسی عقیدے کے رنگ میں اس کی زندگی رنگی ہوئی ہوتی ہے؛ کیونکہ عقیدہ ہی وہ داخلی شے ہے عمل جس کا خارجی اظہار ہے۔ اسی وجہ سے یہ ناممکن ہے کہ دنیا کا کوئی شخص بے عقیدہ ہو البتہ بد عقیدہ ہونا ممکن ہے۔

عقیدہ کسی ان دیکھی چیز پر دیکھی ہوئی چیز کی طرح یقین کرنے کا اور شک وریب کی گنجائش چھوڑے بغیر غیب کو مشاہدہ بنا لینے کا نام ہے، اور ان دو ٹوک اور بے لاگ فیصلوں کا نام ہے جنہیں انسان اپنی عقل سے سوچ کر، کانوں سے سن کر، اور قانون الہی کے ذریعے پرکھ کر صادر کرے، اور وہ عقل و نقل کی کسوٹی پر پورا اترے۔ یہی وجہ ہے کہ انسان جب اس طرح کا فیصلہ برحق اور درست سمجھ کر اپنے دل و دماغ میں ٹھان لیتا ہے تو کوئی طاقت اسے اس فیصلے سے ہٹا نہیں سکتی ہے۔

اسلام کے اندر چھ ۶ چیزوں (اللہ، فرشتوں، کتابوں، رسولوں، یوم آخرت اور تقدیر) پر عقیدہ رکھنا اور ایمان لانا لازم ہے۔

اللہ : اللہ پر نہ صرف اس طرح ایمان لانا ضروری ہے کہ اس کا وجود ہے بلکہ اس کی توحید کا اقرار بھی کرنا ہے۔ اس کی الوہیت، ربوبیت اور اسماء و صفات میں اسے یکتا و یگانہ سمجھنا ہے۔ اس کی بے نیازی کا یقین کرنا ہے، اور ماننا ہے کہ اس نے نہ کسی کو جنا ہے اور نہ ہی وہ جنا گیا ہے، اور نہ کوئی اس کا شریک اور ہمسر ہے۔ وہ سب کچھ دیکھتا اور سنتا ہے، وہ ہر انسان کی شہ

رگ سے بھی زیادہ قریب ہے۔ ہر چھپی اور ڈھکی چیز کو جانتا ہے۔ اسے ہر حاضر وغائب کا علم ہے۔ نفع اور نقصان صرف اسی کے قبضے میں ہے۔ صرف وہی حاجت روا اور مشکل کشا ہے۔ بھروسہ کے لائق صرف اسی کی ذات ہے۔ نہ اسے نیند آتی ہے نہ اونگھ۔ وہ زندہ ہے اور دوسروں کو قائم رکھنے والا ہے۔ زمین و آسمان اور پوری کائنات اسی کے قبضے میں ہے۔ وہ جب چاہے، جو چاہے، کر سکتا ہے۔ وہی پیدا کرنے والا، وہی امن دینے والا، وہی نگہبان ہے۔ اس کا مثل اور نظیر کوئی نہیں۔ وہ ہر طرح کے شرکاء سے پاک اور منزہ ہے۔ لائق عبادت صرف وہی ہے، اس کے سوا کوئی لائق عبادت نہیں۔

فرشتے: یہ اللہ کی نورانی مخلوق ہیں۔ یہ نہ کھاتے ہیں اور نہ پیتے ہیں۔ ہمیشہ اللہ کی اطاعت میں مصروف رہتے ہیں۔ وہ کبھی اللہ کی نافرمانی نہیں کرتے۔ ان کی اپنی کوئی طاقت نہیں، بلکہ وہ وہی کچھ کر سکتے ہیں جس کا اللہ نے انھیں حکم دیا ہے۔ ہمیں ان کے وجود پر اور ان کے اعمال پر جو کتاب و سنت سے ثابت ہیں، ایمان لانا واجب ہے۔

کتابیں: بندہ مومن کے لئے اس پر بھی عقیدہ رکھنا ضروری ہے کہ اللہ

تعالیٰ نے بندوں کی ہدایت کے لئے مختلف زمانوں میں اپنے رسول بھیجے، اور

ان پر اپنی کتابیں نازل فرمائیں۔ جن میں سے چار مشہور کتابیں یہ ہیں:

(۱) توریت، جو موسیٰ علیہ السلام کو دی گئی۔

(۲) زبور، جو داؤد علیہ السلام کو عطا کی گئی۔

(۳) انجیل، جو عیسیٰ علیہ السلام پر اتاری گئی۔

(۴) قرآن مجید، جو ہمارے نبی محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہوا۔

اور یہی آسمانی کتابوں میں سب سے آخری کتاب ہے۔ ان کے علاوہ دوسری

چھوٹی اور بڑی کتابیں بھی ہیں، جن میں بعض کے نام ہمیں معلوم ہیں اور

بہتوں کے معلوم نہیں ہیں، لیکن اجمالی طور پر تمام آسمانی کتابوں پر ایمان لانا

ضروری ہے۔

کیا ہم سابقہ کتابوں پر ایمان کے ساتھ ان کی تعلیمات پر عمل کے

بھی مکلف ہیں؟ ہر گز نہیں، کیونکہ وہ کتابیں قرآن کے ذریعہ منسوخ ہو چکی

ہیں، اور دوسرے یہ کہ ان میں تحریف و تغیر ہو چکا ہے، اور اس میں انسانی

ہاتھوں نے اپنی طرف سے بہت کچھ آمیزش کر دی ہے، اور نقص و اضافہ کر دیا ہے۔ اس وقت ساری آسمانی کتابوں میں معتبر، مستند اور محفوظ صرف قرآن کریم ہے۔ صرف اسی کی تعلیمات پر عمل کے ہم مکلف ہیں، اور دوسری کتابوں میں سے جن باتوں کی تصدیق قرآن سے ہو اسی کو ہم تسلیم کریں گے۔

رسول: اللہ تعالیٰ نے ہر زمانے میں ہر قوم و ملت کے اندر اپنا ایک رسول بھیجا جو انھیں اللہ کی طرف دعوت دے اور عذاب الہی سے ڈرائے۔ ﴿وَإِنَّ مِّنْ أُمَّةٍ إِلَّا خَلَا فِيهَا نَذِيرٌ﴾ (فاطر: ۲۴) (ہر امت میں کوئی نہ کوئی ڈرانے والا آیا ہے)۔ جن میں سب سے پہلے آدم علیہ السلام اور سب سے آخری محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ اللہ کے سارے نبیوں اور رسولوں نے اپنا اپنا پیغام اپنی امت کو پہنچا دیا۔ قرآن و حدیث میں کچھ انبیاء و رسل کا نام ملتا ہے اور کچھ کا نہیں۔ ہمیں مجموعی طور پر اس طرح ایمان لانا ہے کہ جن کا نام ہمیں معلوم ہے اور جن کا نام ہمیں معلوم نہیں ہم ان تمام انبیاء پر ایمان لاتے ہیں جو ہر زمانے اور ہر قوم میں اللہ کی طرف سے اللہ

کے بندوں کو رشد و ہدایت کی راہ پر گامزن کرنے کے لئے مبعوث کئے گئے۔

یوم آخرت: موجودہ دنیا، امتحان کی دنیا ہے۔ اس کے بعد ایک اور دنیا

مالک یوم الدین نے پیدا کیا ہے جس کا نام آخرت ہے۔ اس آخرت کی دنیا

میں موجودہ دنیا کے ہر انسان کو اپنے کئے کا پھل پانا ہے۔ ﴿فَمَنْ يَعْمَلْ

مِثْقَالَ ذَرَّةٍ خَيْرًا يَرَهُ * وَمَنْ يَعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ شَرًّا يَرَهُ﴾

(زلزال/ ۷-۸) (جو ذرہ برابر نیکی کرے گا وہ اسے وہاں دیکھ لے گا، اور جو

ذرہ برابر بدی کرے گا وہ بھی اسے وہاں دیکھ لے گا)۔ بلاشبہ وہ دنیا قائم

ہونے والی ہے۔ مرنے کے بعد سب کو زندہ کیا جائے گا، اور ان سے ان کے

کئے کا حساب لیا جائے گا۔ مؤمن جنت میں جائیں گے اور کافر و مشرک جہنم

کے ایندھن بنیں گے۔

یوم آخرت پر ہر بندہ مؤمن کو عقیدہ اور ایمان رکھنا لازمی ہے؛

کیونکہ اس پر ایمان لائے بغیر نہ ایمان کامل ہوتا ہے اور نہ ہی اصلاح اور

استقامت نصیب ہوتی ہے۔

تقدیر: اللہ تعالیٰ نے تخلیق سے پہلے اپنے ازلی علم کے ذریعہ کل کائنات

اور جملہ خلائق کا پختہ، محکم، تفصیلی اور جامع اندازہ قائم کیا اور تمام حوادث و واقعات کو ان کی کمیت، کیفیت، شکل و صورت، وقت و جگہ، اسباب و مقدرات اور ان کے نتائج کے ساتھ لوح محفوظ میں درج کر دیا۔ چنانچہ دنیا میں آج جو کچھ ہو رہا ہے اسی علم الہی کے اندازے اور حساب کے مطابق ہے، اور جو کچھ ہو گا اسی کے مطابق ہو گا۔ اس میں کسی قسم کے خلل و اضطراب، اصلاح و تبدیلی، تقدیم و تاخیر، کمی بیشی اور کسی بھی طرح کے کسی فرق کی کوئی گنجائش اور امکان نہیں۔ یہی قضا و قدر کا قدرتی نظام ہے جس پر ایمان لائے بغیر اور اس کے اچھے برے مقدرات کو راضی برضا ہو کر تسلیم کئے بغیر کسی بندے کا ایمان کامل نہیں ہو سکتا۔

یہی وہ عقائد ہیں جن پر ایمان ہونے نہ ہونے اور ان پر ایمان کی کمی و زیادتی اور پختگی و ناپختگی سے لوگوں کے اعمال مختلف ہو جاتے ہیں، اور ان کے ایمانی درجے بھی۔ عقیدہ توحید کی کمزوری سے انسان شرک کے قریب پہنچ جاتا ہے، اور اس کے نہ ہونے سے شرک میں مبتلا رہتا ہے۔ عقیدہ رسالت کی کمزوری سے انسان رسول کے مقام پر کسی امتی کو بٹھا کر اس کی تقلید کرنے لگتا ہے، اور یہ عقیدہ نہ ہونے سے انسان ضلالتوں کی ظلمتوں

میں بھٹکتا رہتا ہے۔ اسے کوئی روشنی نہیں ملتی جو اسے راہ حق سے ہمکنار کرے اور منزل مقصود کو پہنچائے۔ عقیدہ آخرت کی کمزوری سے انسان اعمال میں کوتاہی کرتا اور مرضی مولیٰ کے حصول میں غفلت برتتا ہے، اور اس کے نہ ہونے سے شتر بے مہار ہو جاتا ہے، من مانی زندگی گذارتا ہے اور دنیا کو ظلم و فساد سے بھر دیتا ہے وغیرہ۔

اعمال

مذہب اسلام انسان کی پیدائش سے لے کر موت تک کی پوری زندگی کو سراپا عبادت بنادینا چاہتا ہے؛ کیونکہ عبادت ہی وہ مقصد ہے جس کے لئے اللہ تعالیٰ نے جن وانس کو وجود بخشا ہے، لیکن اسلام کے اندر عبادت ایک وسیع مفہوم کا حامل ہے جس کا احاطہ چند لفظوں میں ممکن نہیں۔ اور اس کا سارا دار و مدار اس بات پر ہے کہ انسان اپنے ہر کام اللہ کی مرضی کے مطابق اور اس کی خوشنودگی حاصل کرنے کے لئے انجام دے۔ اگر وہ ایسا کرتا ہے تو اس کی ساری زندگی عبادت میں شمار ہوگی۔ تاہم اسلام میں کچھ ایسے اعمال بھی ہیں جو سب سے زیادہ اہمیت اور خصوصیت کے حامل

ہیں۔ شرعی اصطلاح میں انھیں ”ارکان اسلام“ کہا جاتا ہے؛ یعنی اسلام کے ستون جن کے بغیر اسلامی عمارت قائم نہیں رہ سکتی، اور ان کی ادائیگی کے بغیر کوئی مسلمان کامل مسلمان نہیں ہو سکتا۔ اور یہ کل پانچ ہیں۔

(۱)۔ اس بات کی شہادت دینا کہ اللہ کے سوا کوئی معبود برحق نہیں اور محمد ﷺ اللہ کے رسول ہیں۔ (عقائد کی باتوں پر ایمان لانا ضروری ہے اور ایمان زبانی اقرار، قلبی تصدیق اور بدنی اعمال کا نام ہے۔ اس لئے تصدیق و یقین کے ساتھ زبانی اقرار بھی ضروری ہے۔ اس کے بغیر کوئی شخص ظاہر اور باطن کسی بھی حال میں مؤمن نہیں ہو سکتا۔)

(۲)۔ صلاۃ پڑھنا۔

(۳) زکاۃ دینا۔

(۴) رمضان کے صوم رکھنا۔

(۵) حج ادا کرنا اگر بیت اللہ پہنچنے کی استطاعت اور قدرت ہو۔

ویسے تو مسلمان کا ہر عمل جو وہ اللہ تعالیٰ کی خوشنودی کے لئے انجام دے عبادت ہے؛ لیکن عام طور پر ”عبادات“ کا لفظ بول کر صوم و صلاۃ اور حج و زکاۃ وغیرہ مراد لیا جاتا ہے، پھر عبادات کے بعد معاملات کی

منزل آتی ہے۔ اس کے بارے میں بھی اسلام کے اندر بہت ہی صاف و شفاف اور نتھرے ہوئے احکام موجود ہیں۔

مسلمانوں کو حلال طریقے سے روزی کمائی چاہئے۔ خواہ وہ تجارت کے ذریعے ہو یا کسی اور پیشے کے ذریعے ہو۔ لیکن دین میں بڑی ہی امانت و دیانت سے کام لینا چاہئے اور اس میں کسی قسم کا غصب اور خیانت ہر گز روا نہیں رکھنا چاہئے۔ قرض کے معاملے میں قرض لینے والے کو اس کی ادائیگی قبل از وقت کرنے کی کوشش کرنی چاہئے اور قرض دینے والے کو نرمی کا سلوک اور معافی کا برتاؤ کرنا چاہئے۔ سود اور رشوت سے دور رہنا چاہئے۔ اور سارے معاملات کو بالکل صفائی سے نباہنا چاہئے۔ ایک دوسرے کے حقوق کا خیال کرتے ہوئے حتی المقدور ان کی ادائیگی کی کوشش کرنی چاہئے۔ ایک انسان پر اللہ تعالیٰ کا حق یہ ہے کہ وہ اللہ کے ساتھ کسی طرح شرک نہ کرے اور خود اس کے اپنے جیسے دوسرے انسانوں کے حقوق بھی اس پر ہیں۔ والدین، رشتہ دار، استاد، شاگرد، بیوی، شوہر، اولاد، یتیم، چھوٹے، بڑے، مہمان، پڑوسی، فقراء، مساکین، خادم، رفیق سفر، بیمار، مسلمان، غیر مسلم، حیوانات، پیڑ پودے سب کے اپنے اپنے حقوق ہیں۔ جن کی

ادائیگی ایک مسلمان اپنی بساط بھر ضرور کرنے کی جدوجہد کرتا ہے۔ وہ دوسروں کو ستاتا نہیں۔ ان کی مصیبت پر خوش نہیں ہوتا۔ انھیں ذلیل کرنے کی خواہش نہیں کرتا۔ ان کے بارے میں بدگمانی نہیں رکھتا۔ ان کی غیبت نہیں کرتا۔ ان کی عیب چینی میں نہیں لگتا۔ بڑوں کے ساتھ بے ادبی سے پیش نہیں آتا اور چھوٹوں پر ظلم نہیں ڈھاتا بلکہ وہ سب کے ساتھ حسن سلوک کرتا ہے۔ سب کی خوشی اور غمی میں شریک ہوتا ہے۔ تعزیت کرتا ہے۔ تسلی دیتا ہے۔ اطمینان دلاتا ہے۔ بڑے کا عزت و احترام کرتا ہے۔ چھوٹوں پر شفقت کی نگاہ رکھتا ہے۔ سب سے محبت رکھتا ہے۔ سب سے سلام کرتا ہے۔ بھلائی کا حکم دیتا اور برائی سے روکتا ہے۔ نیکیوں پر ابھارتا اور برائیوں سے دور رکھنے کی کوشش کرتا ہے۔ کسی کے سامنے بدزبانی نہیں کرتا۔ گالی نہیں دیتا۔ جھوٹ نہیں بولتا۔ برے مذاق نہیں کرتا۔ وعدہ خلافی اور عہد شکنی نہیں کرتا۔ کسی کی نقل نہیں اتارتا۔ کسی کا منہ نہیں چڑھاتا۔ غصہ سے بچتا ہے اور کبر و غرور سے دور رہتا ہے۔ تواضع و خاکساری کو اپناتا ہے۔ وقار و سنجیدگی اور حلم و بردباری سے کام لیتا ہے۔ صفائی اور سادگی کا اہتمام کرتا ہے، اور ہر طرح کے اچھے اخلاق اور اچھی خوبیوں سے مزین ہونا اپنا فرض سمجھتا ہے۔ احسان

کر کے جتنا نہیں اور تکلیف نہیں دیتا۔ اپنے پاس جو علم ہوتا ہے وہ دوسروں کو بھی سکھانے کی کوشش کرتا ہے۔ وہ سب کے لئے خیر خواہانہ اور ہمدردانہ جذبات اپنے دل میں رکھتا ہے۔ اور وہ یہ سب کچھ اللہ کی رضا اور اس کی خوشنودی حاصل کرنے کے لئے کرتا ہے۔ کسی دوسرے سے اس کے اجر کا طالب نہیں ہوتا۔ ریا نمود اور حصول شہرت کے لئے نہیں کرتا اور نہ ہی کوئی اور دنیوی مقصد اور غرض اس کے مد نظر ہوتی ہے۔

ہمارا فرض

اب ہم مسلمانوں کا فرض یہ ہے کہ دین اسلام کو اپنی زندگی میں پوری طرح اپنائیں، اور اس کی طرف دوسروں کو دعوت دیں؛ کیونکہ اس دین پر کسی خاص گروہ اور خاص قوم کا اجارہ نہیں ہے، بلکہ یہ ساری دنیا کے لئے عام ہے، اور اس دین کو اپنا ناہر انسان کا فطری حق ہے؛ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے لوگوں کو اسی فطرت پر پیدا فرمایا ہے؛ لیکن وہ اپنے والدین، ماحول اور دوسرے مؤثرات کی بنا پر اس راہ سے مڑ گئے ہیں اور وہ فطرت کچل گئی ہے۔

”دین کی دعوت“ یہ مسلمانوں پر اللہ کی طرف سے بہت بڑا فریضہ ہے، اور اسی بنا پر اللہ رب العزت نے اس امت کو ”خیر امت“ کے لقب سے نوازا ہے؛ کیونکہ یہ امت ایک تو خود ایمان قبول کرتی ہے، اور پھر دوسروں کو ایمان کی طرف دعوت دیتی ہے۔ برائیوں سے روکتی اور بھلائیوں کا حکم دیتی ہے۔ اس فریضہ کا ہر مسلمان کو احساس ہونا چاہئے اور اپنی استطاعت کے مطابق اس کے ادا کرنے کی بھرپور کوشش کرنی چاہئے؛ ورنہ بروز قیامت جب اس کے بارے میں ہم سے سوال ہوگا تو ہماری زبانیں گنگ ہو جائیں گی، اور اس وقت ہمیں شرمندگی سے دوچار ہونا پڑے گا۔ اللہ تعالیٰ ہمیں روز محشر کی رسوائی سے بچائے۔ آمین۔

الحمد لله الذى بنعمته تتم الصالحات۔

عبدالہادی علیم بستوی۔ ۲۰۔ نومبر ۱۹۸۷ء